اصح المطالب

فی

شعب ابی طالب

حضرت مولانا محمد سعید شبلی مدظلہ

مرکزی مجلسِ رضا۔ لاہور

سلسلہ مطبوعات مرکزی مجلس رضا (۲۶)

یا اللہ جل جلالہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؕ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

اصح المطالب فی شعب ابی طالب

مؤلفہ

حضرت مولانا محمد سعید شبلی قادری رضوی نقشبندی مجددی فریدی اویسی شاذلی ضیائی

سابق خطیب اعظم جامع مسجد آستانہ عالیہ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

پاک پتن شریف

مرکزی مجلس رضا ——— لاہور

کتاب ——————— اسنی المطالب فی نجاۃ ابی طالب
مؤلف ——————— مولانا محمد سعید شبلی مدظلہ
کتابت ——————— محمد اسلم
مطبع ——————— بختیار پرنٹرز دربار مارکیٹ۔ لاہور
ناشر ——————— مرکزی مجلس رضا۔ لاہور
تعداد ——————— ۲ ہزار
باراول ——————— جمادی الثانی ۱۳۹۹ھ

ملنے کا پتا

مرکزی مجلس رضا نوری مسجد بالمقابل ریلوے اسٹیشن۔ لاہور

نوٹ: بیرونجات کے حضرات بیس پیسے کے ٹکٹ بھیج کر طلب کریں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعالمین۔ والصلوٰۃ والسلام
علیٰ حبیبہ سیدنا ومولانا احمد مجتبیٰ محمد ن المصطفیٰ رحمۃ
للعالمین وعلیٰ آلہٖ واصحابہ واولیاء امتہ وعلیٰ علماء ملتہ
اجمعین۔ اما بعد فرامین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

انما الاعمال بالنیات　　　الدین النصیحۃ

ترجمہ: اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے　　　دین خیر خواہی کرنا ہے

کے مطابق عمل کرتے ہوئے عرض خدمت ہے کہ موجودہ زمانہ میں دشمنانِ دین کی سنہری
روپہلی چالوں سے متاثر ہو کر بعض ناعاقبت اندیش علماء اور راہنما عقائد اور اعمال
میں ایسی افراط و تفریط کئے جا رہے ہیں کہ اصلیت اور حقیقت مستور ہوتی
جا رہی ہے۔

انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے مراتب بلند و بالا ہیں۔ خصوصاً ہمارے
آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان سب سے اعلیٰ ہے۔
اللہ کریم نے تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کی تعظیم و تکریم کا حکم دیا ہے اور
اپنے حبیب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم اور ادب و آداب
کے احکام قرآن مجید میں نہایت وضاحت سے ارشاد فرمائے ہیں۔

ماہ ربیع الاول شریف میں اکثر مجالس میلاد منعقد ہوتی ہیں۔ بعض میلاد کے نعظ

کو ناپسند کرتے ہوئے جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد کرتے ہیں.

حیرت کا مقام ہے کہ اس قسم کے جلسوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شا
تعظیم و تکریم، ادب آداب کے مدلل بآیات و احادیث ایسے بیانات کا ہونا ضروری ہے
جن کے سننے سے حاضرین کے قلوب روشن اور ایمان تازہ ہوں۔ الاماشاء اللہ ہو
یہ ہے کہ بیان کرنے والے یا کوئی رسالہ تحریر کرنے والے اپنے اپنے خیالات پریشان
ایسے طریق سے بیان کر جاتے ہیں کہ سامعین حیران و ششدر رہ جاتے ہیں.

سیرت کا بیان کرتے ہوئے شعب ابی طالب، جیسے واقعات کو اپنے انداز فکر
سے جو دل میں آیا ذکر کر دیا۔ جیسا کہ آگے چل کر ذکر آئے گا. بنا بریں ضروری خیال کیا
گیا کہ "شعب ابی طالب" کے واقعات صحیح طور پر بوضاحت بیان کر دیئے جائیں
تاکہ آئندہ تقریر تحریر کرنے والے صحیح واقعات بیان کیا کریں۔ بصورت دیگر ایسا نہ
ہو کہ اللہ کریم اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے گستاخوں کی نحوست کی
بنا پر ملک و ملت کو کسی عذاب میں گرفتار کر دے.

رسالہ ہذا کو "اصح المطالب" فی شعب ابی طالب" کے نام سے موسوم کیا جاتا
ہے۔ اللہ کریم منظور فرمائے (آمین) وما توفیقی الا باللہ العظیم

زمانہ خیر القرون میں حضرات صحابہ، تابعین، تبع تابعین (رضی اللہ عنہم) قرآن مجید
کے احکام اور فرامین سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے تحت محبت سید انس و جان
میں وہ مدارج عالیہ اور اقوام عالم پر غلبہ حاصل کرتے چلے آ رہے تھے کہ جس کی مثالیں دنیا
بھر کی اقوام میں نہیں ملتیں.

آج دنیا بھر کے بنیادی ترقی یافتہ ملکوں کے بڑے بڑے دانا سیاستدان
نہایت حیرت زدہ ہو کر کہہ رہے ہیں کہ ملک عرب کے رہنے والے جو اونٹوں کی سواری
کرنے والے اور بھیڑ بکریوں کے چرانے والے تھے نہ کسی مدرسہ، کالج یا یونیورسٹی

لکھے پڑھے ہوئے تھے۔ اور نہ ہی سیاست یا سپاہ گری سے واقف تھے۔ وہ جن تھے یا انسان تھے کہ انہوں نے بیس سال کے مختصر عرصے میں دنیا بھر کی بڑی سے بڑی سلطنتوں کو شکست دی، اور تمدنِ اسلام کا گرویدہ بنا لیا۔ یہ حقیقت ہے کہ روحانی طاقت کا مقابلہ جسمانی طاقت نہیں کر سکتی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع سے مجت سے وہ مجسم روح بن چکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار قدسیہ نے ان کے جسم و جاں میں وہ روحانیت کی برقی رو بھر دی تھی جس کے سامنے بڑی سے بڑی سلطنتیں شکست خوردہ ہو کر رہ گئیں۔

سیرت اور تاریخی کتابوں میں یہ حقائق روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان میں جس بادشاہ، قوم، ملک نے گستاخی، بے ادبی، کسر شان کی وہ حرف غلط کی طرح صفحہ ہستی سے مٹ گیا۔

مختصراً کسریٰ ایران نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تبلیغی مراسلہ پرزے پرزے کر دیا تھا جس کے نتیجہ میں اس کی عظیم الشان سلطنت چند سالوں میں نیست و نابود ہو گئی۔

قیصر روم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مراسلۂ تبلیغی کی عزت اور تعظیم کی اس کی سلطنت باوجود مسلسل معرکہ ہائے کارزار تاحال کم و بیش نقشۂ عالم میں نظر آ رہی ہے۔

جن ملکوں شہروں کے باشندوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان میں گستاخی بے ادبی، کسرِ شان کی سی برائیاں کیں۔ وہ علاقے، ملک، شہر قلیل سے قلیل عرصہ میں مغلوب ہو گئے۔ وہ اقوام ذلیل ہو گئیں۔ وہ افراد اپنی اور دوسروں کی تباہی کا باعث بن گئے۔

اِنَّ اللّٰہَ مُنْتَقِمٌ لِرَسُوْلِہٖ مِمَّنْ طَعَنَ عَلَیْہِ اَوْ سَبَّہٗ (الصارم المسلول ص۱۱۵)

ترجمہ: یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقام لینے والا ہے ہر اس شخص سے جو آپ پر طعن کرے یا بے ادبی کرے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سید المرسلین باعث ایجاد عالم اللہ تعالیٰ کے حبیب پاک ہیں۔ آپ کی شان میں گستاخی توبہ توبہ!!! گستاخوں کو تو سزا ملے ہی گی۔ جو ان کی ہاں میں ہاں ملائیں وہ بھی تباہ ہوں گے۔

اولیاء اللہ کی شان میں بھی گستاخی کرنا بربادی کا پیش خیمہ ہے۔ حدیث قدسی میں ہے۔ مَنْ اَهَانَ لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ بَارَزَنِیْ بِالْمُحَارِبَةِ وَاِنِّیْ لَاَغْضَبُ لِاَوْلِیَآئِیْ کَمَا یَغْضَبُ اللَّیْثُ الْحَرِدُ (حاوی الفتاوی حاوی للفتاوی جلد ۱ ص ۶۰)

ترجمہ: جو کوئی میرے ولی کی توہین کرے اس نے میرے ساتھ جنگ کی اور بے شک میں اپنے اولیاء کی حمایت میں غضب کرتا ہوں جس طرح خشمناک شیر غضب کرتا ہے۔

دوسری روایت میں ہے مَنْ عَادٰی وَلِیًّا (جو میرے ولی سے دشمنی کرے)

تیسری حدیث میں ہے مَنْ آذٰی لِیْ وَلِیًّا (جو میرے ولی کو ایذا دے)

یہ مقام بڑا نازک ہے۔ مشہور ہے ولی را ولی می شناسد (ولی کو ولی ہی پہچانتا ہے) نبی کا مقام تو بہت ہی بلند ہوتا ہے۔ نبی نبی بھی ہوتا ہے اور ولی بھی۔ ولی نبی کی پیروی سے ہی ولی بنتا ہے رسول کا مقام ولی سے بلند تر ہوتا ہے۔ اور رسول نبی بھی ہوتا ہے اور ولی بھی۔ اور اولوالعزم رسول کا مرتبہ رسول سے اونچا ہوتا ہے اور سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ تمام مرسلین، انبیاء و اولیاء سے اونچا ہے امام شعرانی اپنی کتاب الیواقیت والجواہر جلد ۲ ص ۲۴، ۲۰ میں شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کرتے ہیں:

فلا ینبغی ان یتکلم فی مقام الرسول الا رسول ولا فی مقام الانبیاء الا نبی ولا ذوق لنا فی مقام الانبیا حتی نتکلم علیہ

مقام رسول میں سوائے رسول کے کسی کو کلام کرنا نہیں چاہئے اور نہ انبیا کے مقام پر سوائے نبی کے کوئی کلام کرے اور ہمیں انبیا کے مقام میں کوئی دخل نہیں جو اس میں کلام کریں۔

بڑے بڑے فاتحین اور تجربہ کاروں نے کہا ہے کہ ہم ملک شام میں قلعوں اور شہروں پر ایک ایک ماہ سے زیادہ عرصہ محاصرہ کئے پڑے رہتے تھے۔ فتح کرنا بڑا مشکل ہو جاتا تھا۔ مگر جب ان شہروں اور قلعوں کے باشندے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر حملہ کرتے تھے یا برا کہنے لگتے تو ایک دو روز میں وہ شہر اور قلعے فتح ہو جاتے تھے۔ (الصارم المسلول ص۱۱۶)

برادران اسلام! نہایت ہی افسوس سے توجہ دلاتا ہوں کہ غیر تو غیر رہے زمانہ حال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے امتی کہلانے والے مدعیانِ علم وفضل اپنے اپنے خود ساختہ عقائد اور خیالات پھیلانے کے لیے تقریراً تحریراً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان میں تعریضات، تلمیحات مختلف پیرووں، کلموں، لفظوں، عبارات، واقع میں کسرِ شان، بے ادبی اور گستاخی کر رہے ہیں۔ جس کی سزا مختلف صورتوں میں اسلامی ملکوں کو مل رہی ہے۔

۱۔ بصد افسوس تحریر کیا جا رہا ہے کہ امسال ۱۳۹۹ھ ماہ ربیع الاول شریف میں پورا مہینہ روزانہ ایک شہر کے مختلف مقامات پر مجالس عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہوتی رہیں۔ بعض افراد کو یہ مجالس ناگوار گزرتی رہیں۔ انہوں نے بھی جلسہ کرایا۔ بیان کرنے والے عالم نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ میلاد شریف بیان کرنے والے اکثر کہتے رہتے ہیں۔ تشریف لائے۔ تشریف لائے۔ تشریف لائے۔

نہ معلوم اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق "تشریف لائے" الفاظ پر مذاق کیوں اڑایا۔ ایک طرح سے ان الفاظ پر نفرت کا اظہار کیا۔ تمام مسلمانوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کا ادب کرنا فرض ہے واجب ہے لازم ہے وہ تو عالم تھا اس کے لیے نہایت ضروری تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تشریف لائے ہیں کلمات خود بھی ضروری جانتا اور نہایت ہی ادب وآداب سے آپ کے ظہور قدسی صفات کا بیان مدلل کر کے حاضرین مجلس کے دلوں کو حبِ رسول سے معمور اور پُرنور کرتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان بہت بلند و بالا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا بیان قرآن مجید، احادیث شریفہ، بزرگان دین کی کتابوں میں نہایت پیارے اور پُرشوکت انداز سے مذکور ہے۔ تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم واجب ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم قرآن مجید نے فرض و واجب قرار دی ہے۔

اللہ کریم کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے تمام مخلوق اور انسان کو پیدا کیا اور اپنی مخلوق بالخصوص انسانوں کی راہنمائی کے لیے انبیائے کرام اور مرسلین عظام صلوٰۃ وسلام ہو اُن پاک اور بزرگ ہستیوں پر، کو پیدا کیا۔ مگر اللہ کریم نے اپنے اس فضل عمیم کا احسان نہیں جتایا۔ اگر احسان جتایا ہے تو اپنے حبیب کریم سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور قدسی یعنی تشریف آوری کا احسانِ عظیم رب کریم نے نہایت تحقیق اور تاکید سے جتایا ہے ارشاد ہوا۔

۱۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿﴾

ترجمہ: بلاشک وشبہ اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں پر بڑا احسان ہوا کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے۔

۲۔ حدیث قدسی میں ہے اللہ کریم فرماتے ہیں:

كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ (صید الخاطر مطبوعہ مصر ص۳۰۱ و ۳۰۲)

میں چھپا ہوا خزانہ تھا۔ مجھے حُب ہوئی کہ پہچانا جاؤں تو میں نے اَلْخَلْقَ الف لام تعریف کا ہے ایعنی خاص باعظمت ہستی پیدا کی جو حُب کی تجلی ہے یعنی حبیب خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا۔

یہ مشہور حدیث قدسی ہے۔ اس پر محدثین نے بہت کچھ بحث کی ہے۔ سب سے زیادہ احادیث پر نقد و بحث کرنے والے محدث ابن جوزی ہیں۔ انہوں نے بھی اپنی کتاب صید الخاطر مطبوعہ مصر میں دھریوں کی تردید میں اس حدیث سے استدلال کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ دھریوں کا قول غلط ہے کہ زمانہ کا چکر ہی ہمیں مارتا اور زندہ کرتا ہے۔ وَ مَا يُهْلِكُنَا اِلَّا الدَّهْرُ $\frac{۲۵}{۱۹}$ (ترجمہ: زمانہ ہی ہم کو ہلاک کرتا ہے

۳۔ قرآن مجید میں اللہ کریم نے فرمایا ہے اے میرے حبیب اعلان کر دو۔

اَنَا اَوَّلُ الْعَابِدِيْنَ ($\frac{۲۵}{۱۲}$) اول العابدین میں ہوں۔

حقیقت میں ہر شئے جو کائنات میں ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور وہ شئے اللہ کی عبادت کرتی ہے۔

وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ $\frac{۱۵}{۵}$ ہر شئے اللہ کی حمد کرتے ہوئے پاکی بیان کرتی ہے۔

اللہ کریم نے جب مجھے سب سے پہلے پیدا کیا تو میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں سربسجود ہو کر اول العابدین بن گیا۔

۴۔ يَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْيَاءِ نُوْرَ نَبِيِّكَ (زرقانی جلد ۱ ص۴۶) اے جابر بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے تیرے نبی کا نور پیدا کیا۔

۵۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَةٍ
ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ
ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا
وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ○

اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام سے ان کا عہد پکا لیا جو میں تم کو کتاب
اور حکمت دوں۔ پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق
فرمائے تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور تم ضرور اس کی مدد کرنا۔
فرمایا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو
ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور تمہارے ساتھ میں بھی گواہوں میں ہوں

۶۔ کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ مسند ۶۶/۴ ۔ترمذی ص ۴۳

میں نبی تھا اور آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔

۷۔ اَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ وَاٰدَمُ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِهٖ (مسند احمد ۴/ ص ۱۲۷)

میں خاتم النبیین تھا اور آدم علیہ السلام مٹی میں گندھے جا رہے تھے۔

نمبر ۵ کی مذکورہ آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ تمام انبیائے کرام اور مرسلین عظام
علیہم الصلوٰۃ والسلام سے عہد لیا گیا کہ جب میرا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائی
تم نے اس پر ضرور ایمان لانا۔ اور اس کی مدد کرنا۔ یہی وہ عہد ہے جس کی بنا پر انبی
و مرسلین علیہم السلام اور تمام مذاہب عالم کے راہنما اپنے اپنے امتیوں کو، ماننے وا
کو تاکیدی پیغام اور پیشین گوئیاں سناتے گئے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسل
تشریف لائیں تو ان پر ایمان لے آنا۔

الف۔ توراۃ شریف جو موسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمائی گئی۔ یہودیوں نے با
اس میں تغیر و تبدل کر دیا ہے۔ ابھی تک اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشر

آوری کا ذکر الفاظ ذیل میں موجود ہے۔ کتاب تورایت مترجم ۱۸۴۴ء
کتاب پیدائش باب ۴۹۔ آیت ۱۰۔ یہوداہ سے ریاست کا عصا جدا نہ ہوگا۔ اور نہ حاکم اس کے پاؤں کے بیچ سے جاتا رہے گا جب تک سیلا نہ آئے اور قومیں اس کے پاس اکٹھی ہوں گی۔
مطبوعہ ۱۸۹۷ء کے الفاظ۔ یہوداہ سے سلطنت نہیں چھوٹے گی اور نہ اس کی نسل سے حکومت کا عصا موقوف ہوگا جب تک سیلا نہ آئے اور قومیں اس کی مطیع ہوں گی۔
علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب نجوم المهتدین مطبوعہ مصر کے صفحہ ۲ سطر ۲ میں اس بشارت کے مندرجہ ذیل الفاظ تحریر کئے ہیں:

"لا یزول القضیب من یهوذا ولا المدبر من فخذہ حتی یجئ الذی له الکل وایاہ تنتظر الامم"

یہودا سے ریاست کا عصا جدا نہ ہوگا اور نہ حاکم اس کی ران سے جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ ذات والا آجائے جس کے لیے کل یعنی سب کچھ ہے اور اسی کا انتظار تمام قومیں کر رہی ہوں گی۔

دوسرے ترجمہ میں یوں ہے:

"فلا یزول القضیب من یهوذا والرسم من تحت امرہ الی ان یجئ الذی هو له والیه تجتمع الشعوب"

یہودا سے ریاست کا عصا جدا نہ ہوگا۔ اور حکومت اسی کے حکم میں رہے گی یہاں تک کہ وہ آجائے جس کے لئے وہ ہے یعنی جو اس کا حق دار ہے اور تمام گروہ اس کے حضور جمع ہو جائیں گے۔

ب۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔

واذ قال عیسیٰ ابن مریم یبنی اسرآئیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ ومبشرا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد ۲۸/۹

اور جب عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے کہا اے بنی اسرائیل بے شک میں تمہاری طرف رسول ہو کر آیا ہوں۔ اور جو مجھ سے پہلے توراۃ ہے اس کی تصدیق کرنے والا ہوں اور اپنے بعد آنے والے حضرت احمد صلی اللہ علیہ وسلم اُمّی رسول کی بشارت دینے والا ہوں۔

انجیل یوحنا ۱۴ آیت ۱۶ میں ہے۔

اور میں باپ سے درخواست کروں گا وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے یعنی اس کی نبوت ہمیشہ رہے گی وہ خاتم النبیین ہیں۔

۱۹۱۶ء کی مطبوعہ انجیل میں مددگار ترجمہ کیا ہے۔ مگر اس سے پہلے فارقلیط لکھا کرتے تھے جس کے معنے عربی میں احمد ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کی دعاء اولاد، اسمٰعیل علیہ السلام اور ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو آباد کرنے کے بعد

ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلو علیھم ایٰتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم ۱/۱۵

ہمارے رب ان میں عظمت والا رسول مبعوث فرما ان پر تیری آیات پڑھے۔ ان کتاب اور حکمت کی تعلیم دے۔ اور ان کو پاک کرے بیشک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔

ملک عرب کا صوبہ حجاز جس کا سب سے بڑا شہر مکہ معظمہ ہے جس میں خانہ کعبہ، منیٰ، عرفات متبرک مقامات حج ہیں۔ اور تمام انبیاء و مرسلین عظام علیہم الصلوۃ والسلام وہاں حج کرتے چلے آئے ہیں۔

مدینہ منورہ جس کا قدیمی نام یثرب تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام تبدیل کر دیا۔ طوفان نوح علیہ السلام کے بعد ان کے لڑکے سام کے پوتے عملاق کی اولاد یہاں آکر گرد و نواح میں کچھ زمین اپنے تصرف میں لاکر زراعت کرنے لگ گئی انہیں تاریخ میں عمالقہ کہتے ہیں۔ اس کے بعد قوم یہود اس زمین پر متصرف ہوئی جس کی صورت یہ ہوئی کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع قبائل بنی اسرائیل حج بیت اللہ کے لیے تشریف لائے۔ واپسی پر اس شہر کی طرف گذر ہوا تو علمائے توریت نے بمطابق تصریحات و ارشادات توریت اس شہر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہجرت گاہ پایا تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رفاقت چھوڑ کر یہیں مقیم ہو گئے۔

بعض یہ بھی لکھتے ہیں کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرعونیوں کی تباہی کے بعد قوم عمالقہ کے ساتھ جنگ کی انہیں شکست دی۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہو گیا تو وہ سارا لشکر اسی علاقہ میں آباد ہو گئے۔

توریت شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت سن کر یہیں کے ہو رہے۔ ان کے بعد قوم انصار کے مورثین اعلیٰ یہاں آکر آباد ہوئے جو یعرب بن قحطان کی نسل سے ہیں۔ ملک سبا میں رہتے تھے۔ عیش و عشرت میں مصروف تھے اللہ کریم نے ایک فوج بھیج دی۔ اس نے آکر شہر کو ویران کر دیا۔ اور پانی ایسا برسا۔ کہ بڑے بڑے مکانات گر گئے۔ اور اکثر لوگ ڈوب گئے۔ صرف چند آدمی نسل سبا سے اور ایک عمرو بن عامر رئیس اولاد سمیت بچ گیا اس نے اولاد سے کہا جہاں تم چاہو جا کر آباد ہو جاؤ۔ ان میں سے ایک ثعلبہ ابن عمرو اس کا بڑا بیٹا تھا جو قبیلہ اوس اور خزرج کا مورث اعلیٰ ہے کہنے لگا کہ ہمیں تو زمین حجاز پسند ہے۔ ان کی اولاد قوم انصار ہے۔

یمن کا بادشاہ تبع مشرقی ملکوں کو فتح کرنے کے لیے نکلا تو مدینہ منورہ میں سے ہو کر نکلا۔ اپنے بیٹے کو اپنا خلیفہ مدینہ منورہ میں مقرر کیا اور عراق و شام کی طرف چلا گیا اہل

مدینہ نے اس مقرر کردہ خلیفہ کو قتل کر دیا۔ جب اس نے یہ خبر سنی تو انتقام لینے کے لیے مدینہ میں آیا اور قتل عام کا حکم دے دیا۔ اسی وقت اس کی سواری کا اسپ خاصہ مرگیا تو اس نے قسم کھائی کہ جب تک اس شہر کو غارت نہ کروں گا آگے نہ بڑھوں گا۔

علمائے یہود نے کہا کہ یہ شہر دار الہجرت پیغمبر آخر الزمان اور محفوظ بحفظ خالق دوجہاں ہے تیرا حکم اس پر جاری نہ ہوگا۔ ناچار تبع اپنے ارادے سے باز رہا۔ اس کے ہمراہیوں میں سے چار سو عالم تورایت تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت ملازمت کے حصول کے لیے مدینہ میں رہ گئے اور تبع نے ہر شخص کے واسطے مکانات بنوا دیئے اور زر نقد بھی عنایت کیا۔ اور ایک خط لکھ کر شامول نام یہودی کو دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کر دینا۔ اور تاکید کر دی کہ اگر تجھے زیارت نہ ہو تو اپنی اولاد کے سپرد کر دینا۔ اور ایک مکان بنا کر دے دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائیں تو اس میں ٹھیریں۔ —— ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی کی اولاد میں ہوئے ہیں اور انہوں نے ہی وہ خط حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کیا تھا۔ اس میں تبع نے اشعار بھی لکھے تھے۔ جو اس کے اسلام کو ظاہر کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک شعر ہے

شهدت على احمد انه رسول من الله بارى

فلو مد عمرى الى عمره لكنت وزيرا له وابن عم

وہ خط جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کیا وہ یہ ہے: الی محمد بن

عبد الله خاتم النبيين ورسول رب العالمين من تبع بن حمير بن دروع اما بعد يا محمد فانى امنت بك وبكتابك الذى انزل الله عليك وانا على دينك وسنتك وامنت بربك ورب كل شىء وكل ما جاء من ربك من شرائع الايمان والاسلام وانا قبلت ذلك فان ادركتك فبها وان لم ادركك فاشفع يوم القيمة ولا تنسنى فانا من امتك الاولين وبايعتك قبل مجيئك

وقبل ارسل اللہ تعالیٰ اباک وانا علی ملتک وملۃ ابیک ابراھیم خلیل اللہ علیہ السلام اور اس نامہ پر اپنی مہر لگائی۔ اس پر کندہ تھا للہ الامر من قبل ومن بعد یفرح المومنون اوس اور خزرج کی نسل مدینہ میں پھیل گئی۔ یہودی بھی خوب مدینہ منورہ اور اس کے ارد گرد قلعہ جات اور بستیاں بنا کر پھیلتے گئے آپس میں ان دونوں کی جنگیں شروع ہو گئیں اکثر یہود شکست کھا جاتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور اوس اور خزرج پر فتح حاصل کرنے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر دعا کیا کرتے تھے۔ یا اللہ نبی آخر الزمان کو بھیج تاکہ ہمیں فتح نصیب ہو جائے۔ جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔

وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی الکافرین ۱/۱۱

اور اس سے پہلے کافروں پر فتح مانگا کرتے تھے۔ پس جب وہ ان کے پاس آگیا جو انہوں نے پہچان لیا تو کافر ہو گئے۔

ہماری سرکار ابد قرار احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ علیہ الف الف صلوٰۃ وثنا و باعث ایجاد عالم کا ظہور پر نور ۱۲ ربیع الاول شریف کی صبح صادق پھوٹنے والی تھی کہ جلوہ فرمائے عالم ہوئے شیطان اور اس کی ذریات جنگلوں پہاڑوں میں جا چھپی خانہ کعبہ کے بت سر کے بل گر پڑے۔ بحیرہ طبریہ خشک ہو گیا۔ نوشیرواں کے محل کے چودہ کنگرے گر پڑے باطل مٹ گیا حق کا بول بالا ہوا۔ کفر کافور ہوا۔ شرک کا فتنہ نیست و نابود ہوا۔ ایمان آیا توحید نے رنگ جمایا۔

ایک عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی تشریف آوری کا پیارے انداز میں کیا خوب ذکر کیا ہے۔

ظہورِ قدسی

چمنستانِ دہر کی بار ہا روح پرور بہاریں آ چکی ہیں، چرخ نادرہ کار نے کبھی کبھی بزمِ عالم اس سروسامان سے سجائی ہے کہ نگاہیں خیرہ ہو کر رہ گئیں۔

لیکن آج کی تاریخ وہ تاریخ ہے جس کے انتظار میں پیرِ کہن سال دہر نے کروڑوں برس صرف کر دیئے۔ سیارگانِ فلک اسی دن کے شوق میں ازل سے چشم براہ تھے، چرخ کہن مدت ہائے دراز سے اسی صبح جاں نواز کے لیے لیل و نہار کی کروٹیں بدل رہا تھا کارکنانِ قضا و قدر کی بزم آرائیاں، عناصر کی جدت طرازیاں، ماہ و خورشید کی فروغ انگیزیاں ابر و باد کی تر دستیاں۔ عالمِ قدس کے انفاسِ پاک، توحید ابراہیم، جمالِ یوسف، معجز طرازیٔ موسیٰ، جاں نوازیٔ مسیح۔ سب اسی لیے تھے کہ یہ متاع ہائے گراں ارز شہنشاہِ کونین کے دربار میں کام آئیں گے۔

آج کی صبح وہی صبح جاں نواز، وہی ساعت ہمایوں، وہی دورِ فرخ فال ہے جسے اربابِ سیر اپنے محدود پیرایہ بیانِ زبان میں لکھتے ہیں کہ آج کی رات ایوان کسریٰ کے ۱۴ کنگرے گر گئے۔ آتشکدہ فارس بجھ گیا، دریائے ساوہ خشک ہو گیا۔ لیکن سچ یہ ہے کہ ایوانِ کسریٰ ہی نہیں بلکہ شانِ عجم، شوکتِ روم، اوجِ چین کے قصر ہائے فلک بوس گر پڑے آتشِ فارس نہیں بلکہ جحیمِ شر، آتشکدۂ کفر، آذر کدۂ گمرہی سرد ہو کر رہ گئے۔ صنم خانوں میں خاک اڑنے لگی، بت کدے خاک میں مل گئے۔ شیرازۂ مجوسیت بکھر گیا، نصرانیت کے اوراقِ خزاں دیدہ ایک ایک کر کے جھڑ گئے۔

توحید کا غلغلہ اٹھا، چمنستانِ سعادت میں بہار آگئی۔ آفتابِ ہدایت کی شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں۔ اخلاقِ انسانی کا آئینہ پرتوِ قدس سے چمک اٹھا۔

یعنی دلبندِ عبداللہ، جگر گوشۂ آمنہ، شاہِ حرم، حکمرانِ عرب، فرمانروائے عالم شہنشاہِ کونین، سید المرسلین، رحمۃ للعالمین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ؐ

شمسہ نہ مسندِ ہفت اختراں　　ختم رسل خاتم پیغمبراں

احمد مرسل کہ خرد خاک اوست　　ہر دو جہاں بستہ فتراکِ اوست

اُمّی و گویا بہ زبانِ فصیح　　از الفِ آدم و میم مسیح

رسم ترنج است کہ در روزگار

پیش دہد میوہ پس آرد بہار

عالمِ قدس سے عالمِ امکان میں تشریف فرمائے عزت و اجلال ہوئے۔ اللھم صل علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم۔

۲۔ کئی ایک سال گزرے ایک عالم نے جو شاہ صاحب یعنی سید کہلاتے تھے۔ شہر ساہیوال کے جلسہ سالانہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں تقریر کرتے ہوئے شعب ابی طالب کا واقعہ بیان کرتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسرِ شان میں ایسے پیرایہ سے گستاخانہ تقریر کی۔ اور ایسے الفاظ و کلمات بیان کئے۔ جن کے تحریر کرنے سے قلم لرزتا ہے۔ مگر وہ ایسے کلمات بیان کر کے اپنے عقیدہ کی بناء پر خوش تھا۔ اس نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شعب ابی طالب میں کھانا نہ ملنے کے سبب درختوں کے پتے کھاتے تھے۔ اور عیاذاً باللہ مینگنیاں کرتے تھے۔ (اس پر وضاحت رسالہ ہذا کے صفحہ ۳۵ پر تحریر کی گئی ہے۔)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ مجالس میں تقریر اور وعظ کرنے والے سیرت مبارکہ کے ایسے واقعات بیان نہ کیا کریں۔ جن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان میں فرق آئے۔ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانے والیاں نہیں لے جا رہی تھیں کہ آپ کا والد نہیں ہے ہمیں دودھ پلانے پر کچھ نہیں ملے گا۔ مائی حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مہربانی کر کے لے گئی تھیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بکریاں چراتے تھے۔

اسی طرح سے حیرت کے اور واقعات۔

جس کو اللہ تعالیٰ نے دانائی عطا فرمائی ہو وہ ہر ایسے واقعہ کو بیان نہ کیا کرے جس سے سننے والے کے دل میں ایسا وہم اور خیال آجائے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نقص کا یقین کرے۔ (ترجمانی اول صہ ۱۴۳)

۳۔ گزشتہ سال یعنی ۱۹۷۰ء میں ایک ۸۴ صفحات کا رسالہ بنام "فلاحِ دارین" ایک بہت بڑے عالم کا تالیف کردہ پاکستان کے ایک بہت بڑے محکمہ نے حکومت کے اخراجات سے شائع کیا ہے۔ اس میں شعب ابی طالب کا واقعہ ایسے الفاظ اور ایسے طریق سے بیان کیا گیا ہے۔ جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کسرِ شان، بے ادبی غلط بیانی وغیرہ وغیرہ کی گئی ہے۔

رسالہ مذکور کے صفحہ ۳۰ کی ہوبہو نقل درج ذیل ہے

قیدی کے لیے اسوہ

اس شخص کے لیے جسے اللہ کی راہ میں یا ملک کی حفاظت کے جرم میں سزا بھگتنی پڑے۔

۱۔ شعب ابی طالب میں آپ نے تین سال کی بامشقت قید گزاری۔ جس میں آپ کا سوشل بائیکاٹ (SOCIAL BOYCOTT) کر دیا تھا۔ دانہ پانی بند تھا۔ آپ کے خاندان کے بچے بھوک پیاس کی شدت سے بلکتے تھے اور جوتیوں کے چمڑے چبا چبا کر ان دنوں گذارہ کرتے تھے۔ لیکن یہاں بھی آپ کے صبر و استقلال نے فتح پائی اور باطل قوتوں کے سامنے پہلے سے بھی زیادہ سخت انداز میں سینہ سپر ہو گئے۔"

قید کا تخیل اور کلمہ مؤلف "فلاح دارین" کی اپنی اختراع ہے۔ مشرکین مکہ نے قید کرنے کا کوئی خیال نہیں کیا تھا اور نہ ہی وہ قید کر سکتے تھے۔ نہ ہی انہوں نے

قید کیا۔ نہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جرم کیا تھا۔ آپ تو اللہ کا حکم سناتے تھے۔ اور سراپا حکمت تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو ظاہر اور باطن کے حاکم ہو کر تشریف لائے تھے۔ ان پر کسی کا حکم نہیں چل سکتا سب آپ کے حکم کے تابع تھے۔ (دیکھو کتاب الباہر مطبوعہ مصر للسیوطی رحم)

شعب ابی طالب قید خانہ بھی نہیں تھا۔ وہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موروثی جائیداد تھی۔ قید، جرم، سزا لکھتے ہوئے قلم شق نہ ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقاء جو تھے کیا وہ بھی قید تھے۔ (باقی غور طلب امور صفحہ ۲۹ پر ملاحظہ ہوں)

ان ہجرت کی ابتداء ۱۲ سنہ نبوت میں جب قبائل عرب بکثرت اسلام قبول کرنے لگے۔ اور مدینہ منورہ میں اسلام پھیل گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ جانے لگ گئے تو دار الندوہ میں مشرکین جمع ہو کر قید کرنے کا مشورہ کرنے لگے۔ وغیرہ۔ جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

۱۔ شعب ابی طالب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کا باعث تو یہ ہوا تھا کہ ۷ نبوت میں جب اسلام مکہ معظمہ او گرد و نواح میں پھیلنے لگ گیا۔

۲۔ سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لے آئے۔

۳۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہجرت کر کے ملک حبشہ میں چلے گئے۔ شاہ حبشہ نے مہاجرین کی بڑی عزت کی۔ مشرکین کا وفد عمرو بن العاص کی قیادت میں شاہ حبشہ کے پاس شکایت لے کر گیا۔ تو شاہ حبشہ نے وفد کو ناکام کر کے واپس کر دیا۔ اور قریش نے جو تحائف حبشہ کے بادشاہ کے لیے بھیجے تھے۔ وہ بھی اس نے واپس کر دیئے۔ اور مہاجرین کے سالار جعفر رضی اللہ عنہ اور مہاجرین کی بہت عزت کی۔

ایسے حالات رونما ہونے پر مشرکوں نے اکٹھے ہو کر مشورہ کیا کہ اسلام پھیلتا ہی جا

رہا ہے۔ اس کے متعلق کوئی ایسی تجویز اختیار کرو کہ اسلام کی ترقی بند ہو جائے۔
ابوجہل نے کہا کہ کون شخص ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاکم بدہن شہید کر دے
اس کو ایک سو سرخ اور سیاہ ناقہ کا انعام دیا جائے گا۔

حضرت عمر ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے وہ ننگی تلوار لے کر کھڑے ہو گئے کہ
میں یہ کام کروں گا۔ اور ارقم کے گھر کی طرف جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہم کی جماعت کے ساتھ تشریف فرما تھے روانہ ہو گئے راستہ میں معلوم ہوا کہ بہن اور بہنوئی
مسلمان ہو چکے ہیں۔ ان کے گھر چلے گئے اور ان کے اسلام لانے پر ان سے ناراض ہوئے
ان پر حملہ کیا۔ ان کے ایمان کی پختگی دیکھ کر اور قرآن مجید کی آیات پڑھنے سننے پر حضرت
عمرؓ کی حالت میں تغیر واقع ہو گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارقم کے مکان کے دروازے پر پہنچے۔ دستک دی تو
صحابی نے دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ عمرؓ ننگی تلوار لیے آ رہا ہے۔ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا:

دوسری روایت ہے کہ امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:
کوئی فکر نہ کرو۔ اگر نیک خیال سے آ رہا ہے تو بہتر ورنہ اس کی تلوار اسی کا کام تمام
کر دے گی۔ جب حضرت عمر آگے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کے کندھے
پر دست مبارک رکھ کر کندھے کو ہلا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت سے حضرت عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کانپ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کس ارادے سے آئے ہو۔ جواب میں
عرض کیا کلمہ پڑھنے اور ایمان لانے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔

کلمہ شریف پڑھا تو تمام مجمع نے بلند آواز سے نعرہ اللہ اکبر لگایا۔
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ کافر علانیہ بت پرستی کرتے ہیں۔ ہم
اللہ تعالیٰ کی عبادت چھپ کر کیوں کریں۔ تمام حضرات اٹھو اور بیت اللہ شریف چل کر نماز

پڑھو۔ حضرت عمرؓ مجمع کے آگے آگے کلمہ طیبہ پڑھتے چل رہے تھے باقی حضرات ان کے پیچھے پیچھے کلمہ پڑھتے چلے جا رہے تھے۔ حرم بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے۔

مشرکین کا مجمع ابھی حرم میں بیٹھا ہوا انتظار کر رہا تھا کہ حضرت عمرؓ کیا کچھ کر کے آتے ہیں جب انہیں معلوم ہو گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مسلمان ہو گیا تو مشرکین کے ہوش اُڑ گئے اور سب متفق ہو گئے کہ ظالم بد بخت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دیا جائے۔ اس وقت بھی مشرکوں کو قید کرنے یا محصور کرنے کا خیال تک نہ تھا۔ سیرۃ حلبی جلد ا صفحہ ۳۷)

اللہ کریم نے اس وقت حکم نازل فرمایا: واللہ یعصمك من الناس ۶/۱۲ (اسباب نزول واحدی صفحہ ۱۱۶۔ سیوطی صفحہ ۱۴۳۔ ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۷۳)

ترجمہ: "اور اے حبیب! اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے بچاتا رہے گا۔"

حضرت ابو طالب کو جب یہ خبر ملی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور بنی ہاشم اور بنی مطلب، سب کو از خود لے کر شعب ابی طالب میں بحفاظت رہنے لگ گئے شعب ابی طالب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جدی جائیداد تھی۔ آپ کے دادا عبد المطلب نے اپنے آخری ایام میں آپ کے نام منتقل کر دی تھی۔ (زرقانی جلد ا صفحہ ۲۷۸) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی موروثی جائیداد میں رہائش پذیر ہو گئے۔ گویا آپ نے حفاظت خود اختیاری پسند فرمائی جو خدا داد حکمت کی کرشمہ نمائی ہے جو آپ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی تھی۔ ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا ۳/۲ جو شخص حکمت دیا گیا وہ خیر کثیر دیا گیا) نہ یہ قید کی صورت ہے۔ اور نہ محاصرہ ہے۔ قید کرنا تو سرے سے ہی غلط ہے۔ اور محاصرہ کی بھی کوئی صورت نہیں ہے۔ فتنہ و فساد کے وقت ہر ایک دانا اپنے آبائی مقام پر جا کر بحفاظت رہنے لگ جاتا ہے۔ اسے محصور یا قیدی لکھنا کونسی عقلمندی ہے۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

ہاں ایک دفعہ مشرکوں نے قید کرنے کا خیال کیا تھا جس کی تردید اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں پرزور طریق سے ارشاد فرمائی ہے اور ان کی دیگر شرارتوں کی سزا ان کو دی ہے۔

وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ ؕ وَ یَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ ؕ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ۔ ۹/۱۸

اور اے محبوب یاد کرو جب کافر آپ کے ساتھ مکر کرتے تھے کہ تمہیں بند کرلیں یا شہید کردیں یا نکال دیں اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر ہے۔

یہ مشورہ سنہ ۱۳ نبوت میں ہوا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور العمل تھا کہ حج کے موقع پر جہاں کہیں عرب قبائل کا ہجوم ہوتا وہاں جا کر تبلیغ اسلام فرماتے تھے۔ سنہ ۱۰ میں مدینہ منورہ کے ۶ حجاج ایک مقام پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اللہ تعالیٰ کے احکام سنائے تو وہ ایمان لے آئے۔ جب وہ مدینہ واپس آئے تو اگلے سال سنہ ۱۱ میں ۱۲ آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ کوئی معلم اسلام کی تعلیم دینے کے لیے ہمارے ساتھ کر دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ساتھ بھیج دیا۔ وہ مدینہ میں جا کر انصار کے گھروں میں گشت کرکے دین کی تعلیم دیتے تھے۔ اس طرح مدینہ شریف کے گھروں میں اسلام پھیل گیا۔ سنہ ۱۲ میں ۷۲ حج کعبہ کے لیے آئے اور بیعت ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں التجا کی کہ آپ بھی اور دیگر اصحاب کو بھی ہماری جانب سے عرض کی جائے کہ مدینہ شریف میں ہجرت کرکے تشریف لے آئیں۔ ہم سب خدمت کے لیے حاضر ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو اجازت دے دی کہ مدینہ شریف جا کر

آباد ہو جاؤ۔ یکے بعد دیگر تشریف لے جانے لگے مشرکین نے دار الندوہ میں مجلس شوریٰ قائم کی کہ اسلام مدینہ شریف تک پھیل رہا ہے۔ کیا کرنا چاہیئے۔ تمام بڑے بڑے قریش جمع ہو گئے۔ اس مجلس میں شیطان شیخ نجدی کی صورت میں آکر شامل ہو گیا مشرکین گھبرا گئے کہ یہ غیر شخص کون آکر بیٹھ گیا ہے اس نے کہا گھبراؤ نہیں میں تو شیخ نجدی ہوں، تجربہ کار ہوں تمہیں صحیح مشورہ دوں گا۔

مجلس میں سے ایک نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ قید کر دیا جائے نجدی شیخ نے کہا کہ یہ رائے درست نہیں ہے جب تم اسے قید کرو گے تو اس کے ماننے والے تم پر حملہ کر کے چھڑا لیں گے۔

دوسرے نے مشورہ دیا کہ اس کو مکہ معظمہ سے نکال دیا جائے۔ شیخ نجدی نے کہا یہ رائے بھی غلط ہے کہ تم یہاں سے نکال دو۔ اس کی زبان میں شیرینی اور تاثیر ہے جہاں بھی جائیں گے وہاں کے لوگ ان پر ایمان لے آئیں گے۔ اور پھر وہ سب مل کے تم پر حملہ کر کے تمہیں شکست دے کر تم پر غلبہ حاصل کر لیں گے۔

ابو جہل نے کہا کہ شہید کر دیا جائے۔ شیخ نجد نے کہا یہ رائے درست ہے مگر شہید کرنا اس صورت میں ہو کہ ہر قبیلہ میں سے ایک ایک نوجوان جو تلوار چلانے میں ماہر ہو چن لیا جائے پھر وہ سب حملہ کر کے شہید کر دیں۔ ایسی صورت میں ان نوجوانوں کا مقابلہ کرنا مشکل ہو جائے گا نیز اگر خون بہا دینا پڑا تو تمام قبیلوں کے لیے خون بہا دینا آسان ہو گا۔

اس مشورہ پر ہجرت کی رات مشرکین نے عمل کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان کے گرد رات کے وقت گھیرا ڈال لیا۔ یعنی محاصرہ کر لیا تاکہ جب مکان سے باہر نکلیں تو حملہ کر دیا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی رات ہجرت کر کے مدینہ منورہ کو روانہ ہونا تھا۔ انتظام کیا ہوا تھا۔ آپ مکان سے نکلے مشت مبارک

میں خاک لے کر محاصرہ کرنے والوں پر ڈال دی۔ وہ آنکھیں ملنے لگ گئے۔

کھینچی ہی رہ گئیں خوں ریز خوں آشام شمشیریں
کسی نے کھینچ دی ہوں جس طرح کاغذ کی تصویریں
خدا نے خاکِ ذلت ڈال دی کفار کے سر میں
رسول پاک پہنچے حضرت صدیق کے گھر میں

تنبیہ | شعب ابی طالب کے قیام کو محاصرہ تحریر کرنے والو غور کرو اور یقین کر لو کہ وہ محاصرہ قطعاً نہ تھا۔ اور اس کا نتیجہ دیکھا مان لو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی محصور نہیں کر سکتا ہے۔ آپ کفار کے درمیان سے نکل کر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر جا کر اونٹنی پر سوار ہو کر غار ثور میں جا داخل ہوئے

الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ علیہ وایدہ بجنود لم تروھا وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلیٰ وکلمۃ اللہ ھی العلیا واللہ عزیز حکیم ۰ ۱۰/۱۱

اگر تم اس کی مدد نہ کرو گے تو واقعی اللہ تعالیٰ نے اس کی مدد کی جب کافروں کی شرارت سے باہر تشریف لے جانا ہوا صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے۔ جب اپنے یار سے کہتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ اتارا۔ اور اس کی ان فوجوں سے امداد کی جو تم نے نہ دیکھیں اور کافروں کی بات نیچے ڈال دی۔ اللہ ہی کا بول بالا ہے۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

مشرکین نے پیچھا کیا غار تک جا پہنچے مگر اللہ کریم نے آپ کی ایسی حفاظت فرمائی کہ وہ آپ کو دیکھ نہ سکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے مکڑی

نے جالا غار کے منہ پر پھیلا دیا۔ جو باوجود ان اوھن البیوت لبیت العنکبوت ۲۰/۲۶ ترجمہ: حق یہ ہے کہ تمام گھروں سے کمزور گھر مکڑی کا ہے۔

یقیناً کمزور ہے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لیے دھات اور پتھر کے مضبوط قلعوں سے بھی زیادہ مضبوط قلعہ ثابت ہوا۔ ببول کی اس جھاڑی پر جو امر الٰہی سے اس غار کے منہ پر اگ آئی اور پھیل بھی گئی تھی۔ کبوتروں کے ایک جوڑے نے گھونسلہ بھی بنالیا اور انڈے بھی دیئے اور سینے بھی شروع کر دیئے دشمن پیچھا کرتے ہوئے سراغ لگاتے ہوئے غار کے منہ پر پہنچ بھی گئے۔ غار کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ اب پریشان ہو رہے ہیں۔ (۱) آپس میں کہہ رہے ہیں کہ آگے تو پاؤں کا نشان نہیں جاتا۔ (۲) مکڑی کا جالا تو عرصہ سے اسی طرح تنا ہوا ہے اگر اس غار میں داخل ہوتے تو کمزور ترین جالا ٹوٹ جاتا۔ (۳) کبوتر جنگلی جانور ہے اڑ جاتا۔ (۴) کبوتری انڈوں پر بیٹھی ہوئی ہے نہ معلوم کتنے دنوں سے۔ ان تمام حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس غار میں داخل نہیں ہوئے۔ ادھر تو یہ سوچا جا رہا ہے، اُدھر حقیقت کیا ظہور میں آ رہی ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین غار پر آ پہنچے ہیں اگر انہوں نے اپنے پاؤں کی طرف دیکھا تو ہمیں پالیں گے۔ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لا تحزن ان اللہ معنا ۱۰/۱۲ غم نہ کیجئے اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

وہ نہ ہی دیکھ کے واپس لوٹ گئے ؎

جان ہیں جان کیا نظر آئے

کیوں عدو گرد غار پھرتے ہیں

تین راتوں کے بعد وہاں سے روانہ ہوتے۔ مشرکین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری کے لیے بڑے بڑے انعامات کا اعلان عرب بھر میں کر رکھا تھا۔ حریص

عرب آپ کو نہ پا سکے۔ قبیلہ مدلج کے ایک شخص نے اپنے قبیلہ میں آکر بیان کیا کہ فلاں جانب ٹیلہ کے پیچھے جھاؤلا پڑا تھا شاید کر وہی ہوں۔ سراقہ بن مالک بن جعشم نے کہا نہیں وہ تو کوئی اور ہیں۔ بات ٹال کر خود تیار ہو کر پیچھے روانہ ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یار غار راستہ میں ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار تھے۔ سراقہ کو دیکھا تو عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دشمن آگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فکر مت کرو۔ اللہ کریم حافظ و ناصر ہے اللہ کریم فرماتا ہے۔ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا۔ ترجمہ (تو اے محبوب آپ تو ہماری حفاظت میں ہیں) جب سراقہ قریب آیا تو اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین نے پکڑ لیے۔ سراقہ نے اپنا ارادہ بدل دیا تو زمین نے پاؤں چھوڑ دیئے۔ پھر اس نے ارادہ کیا تو زمین نے پھر گھوڑے کے پاؤں پکڑ لیے۔

سراقہ نے کہا کہ میں یقین کر چکا ہوں کہ آپ کی دعا سے زمین میرے گھوڑے کے پاؤں پکڑ لیتی ہے۔ میں یقین کر چکا ہوں کہ آپ غالب آجائیں گے۔ میں اب یہاں سے واپس ہو جاؤں گا، اور جو آپ کے پیچھے آئے گا اسے کہوں گا کہ ادھر نہیں آئے۔ میں دیکھ آیا ہوں آپ مجھے امان نامہ لکھ دیں کہ جب آپ غالب آجائیں مجھے تکلیف نہ پہنچے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امان نامہ لکھوا دیا، اور مسکراتے ہوئے فرمایا۔ کَیْفَ بِکَ اِذَا لَبِسْتَ سِوَارَیْ کِسْرٰی۔ قال سراقہ اکسری فارس ترجمہ (تیری کیا شان ہوگی جب تو کسریٰ کے کنگن پہنے گا۔ سراقہ نے کہا کیا کہا کسریٰ فارس) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں کسریٰ فارس۔ اس وقت بھی جبرائیل علیہ السلام نے آکر نہیں بتلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی شان ارفع و اعلیٰ ہے۔ بعض نادان علم کے مدعی اور ان کے ماننے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کسرِ شان کے لیے کہہ دیا کرتے ہیں کہ جبرئیل آکر اطلاع دیا کرتے تھے۔

سنہ ہجری میں صلح حدیبیہ کے بعد بحکم ربانی یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْكَ ۵
۶/۱۴ ترجمہ اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو آپ کی طرف اتارا گیا ہے پہنچا دے) آپ
صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا بھر کے بادشاہوں کو تبلیغی مراسلے تحریر کئے۔ کسریٰ ایران کو جو
مراسلہ ارسال کیا تو اس نے آپ کے مراسلہ کو پرزے پرزے کر دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے میرے مراسلہ کے پرزے پرزے کر
دیئے ہیں میں اس کی سلطنت کے پرزے پرزے کرتا ہوں۔ کسرٰے نے مزید گستاخی
کی کہ عرب کا صوبہ یمن ان دنوں کسریٰ ایران کے ماتحت تھا۔ وہاں کا گورنر باذان نامی
تھا کسریٰ نے باذان کو لکھا کہ عرب کے شہر مدینہ میں جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے وہاں
اپنے دو شخص بھیج دے۔ اور ان کو حکم دے کہ مدینہ میں جا کر نبوت کا دعوے کرنے والے
کا (نعوذ باللہ) سر اتار کر میرے پاس بھیج دے۔

باذان نے دو اہل کار مقرر کر دیئے اور کہا کہ مدینے جا کر کسریٰ ایران کے حکم پر
عمل کرو۔ جب وہ دونوں مدینہ جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئے تو آپ
نے فرمایا واپس چلے جاؤ۔ آج رات کسریٰ ایران کو اس کے لڑکے نے قتل کر کے ٹکڑے
ٹکڑے کر دیا ہے، اس کی جا کر خبر لو۔ وہ اپنا سا منہ لے کر یمن کو واپس ہوتے۔ واقعی
کسریٰ ایران ذبح ہو چکا تھا۔

یہ سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان کی جلوہ نمائیاں ہیں، کہیں شعب
ابی طالب ہے کہیں ہجرت کی رات دولت خانہ پر ظالموں کا جمگھٹ ہے کہیں غارِ
ثور ہے کہیں ہجرت اور سراقہ کا پیچھا کرنا ہے وغیرہ

وہ لوگ جو کہتے ہیں جبرائیل علیہ السلام ہی آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا
کرتے تھے۔ یہاں جبرائیل علیہ السلام کہاں آئے تھے

اور سراقہ بھی دیکھ لو ابھی اسلام نہیں لایا تھا مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

فرمانے کو سچا مان کر واپس جا رہا ہے۔ سراقہ نے یہ بھی تو نہیں کہا کہ آپ اللہ کی پناہ ایسے حالات سے جنگل میں جا رہے ہیں۔ اور نوشیرواں کے ملک ایران کی فتح اور وہاں کے خزانوں کو غنیمت میں لوٹ کرنے اور مجھے نوشیرواں کے کنگن پہنانے کا ذکر کر رہے ہیں۔ آج کل کے مسلمانوں سے تو سراقہ کا یقین ہی کامل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ السلام کی شان ارفع و اعلیٰ کا یقین اور ایسی اہم پیشین گوئی کو تسلیم کر چکا ہے۔

رحمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا
ساتھ ہی منشیٔ رحمت کا قلمدان گیا

یہ پیشین گوئی ۱۶ھ میں ظاہر ہوئی۔ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں کہ ایران فتح ہوا۔ اور کسریٰ ایران کے خزانے اور کنگن وغیرہ مال غنیمت میں لوٹ کر آئے۔ اور سراقہ کو بلا کر سونے کے کنگن پہنائے گئے حالانکہ سونا مرد کے لیے حرام ہے۔ (ارشاد نبویؐ کی تعمیل میں)

آمدم برسر مطلب جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مع حضرت ابو طالب اور قبیلہ بنی ہاشم (بجز ابو لہب) اور قبیلہ بنی مطلب شعب ابی طالب میں بحفاظت جا کر رہنے لگ گئے تو مشرکین نے اجتماع کرنے کے بعد بمشورہ معاہدہ تحریر کرایا اس کے الفاظ ہو بہو کسی تاریخ یا سیرت کی کتاب میں نہیں ملتے ہیں۔ جس نے معاہدہ لکھا اس کا ہاتھ شل ہو گیا۔ بعدہ مر گیا۔ معاہدہ خانہ کعبہ میں لٹکا دیا۔ اس میں تخمیناً جو بیان کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ شعب ابی طالب میں رہنے والوں سے تعلق بیاہ شادی لین دین میل ملاپ اس وقت تک نہ کرو جب تک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے حوالے نہ کر دیں۔ پناہ بخدا۔ قریش میں سے بعض تو اس معاہدے سے خوش تھے اور بعض معاہدے کو برا کہتے تھے۔ اور کہتے تھے دیکھو معاہدہ تحریر

کرنے والے کو کیسی سزا ملی ہے۔ (طبقات ابن سعد جلد ا صہ ۱۹۳)

شعب ابی طالب کے متعلق آج کل بے ادب علماء تقاریر یا تحریرات جو کر رہے ہیں، قدرے ذکر قبل ازیں گزر چکا ہے۔

رسالہ "فلاح دارین" جس کی عبارت صہ ۹ پر نقل کی گئی ہے اس کی جزئیات پر غور کیجئے۔

قید با مشقت: عظمت شان محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر انداز کر کے قید با مشقت تحریر کر دیا۔ سراسر غلط لکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفقاء کو اپنے موروثی مملوکہ علاقہ شعب ابی طالب میں لے جا کر بحفاظت رہنے لگ گئے۔ اسے قید اور قید با مشقت وہی کہے گا جو ہوش و حواس باختہ ہو۔ یا جس کے عقاید میں خرابی ہو۔

عرب لوگ قید اور قید با مشقت سے سراسر ناواقف تھے۔ ان کی باضابطہ کوئی حکومت نہ تھی۔ جس میں قید ہو اور قید بھی با مشقت۔ خود بخود ایسے الفاظ، کلمات، خیالات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تحریر اور تشہیر کر دینا کون سی اسوہ حسنہ کی پابندی کرنے کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ عیاذاً باللہ فرضی خود ساختہ اصطلاح قید با مشقت تحریر کر دی یہ تو انگریز کا قانون تھا اور وہ با مشقت ہوتا تھا چکی پیسو وغیرہ وغیرہ

رہے تین سال۔ یہ بھی درست نہیں کہیں تو کتب سیر میں دو سال تحریر کرتے ہیں۔ جیسے سیرۃ ابن ہشام اور طبقات ابن سعد جلد ا صہ ۱۹۴ اور کہیں تین سال لکھے ہیں۔ مشہور محدث حافظ ابن حجر کتاب سیرۃ میں تحریر کرتے ہیں، ۷ سنہ نبوت میں شعب ابی طالب کا واقعہ ہوا ہے اس سے بھی ثابت ہوا کہ دو سال یا اڑھائی سال جلد اول صہ ۲۰۵۔ بہرحال شعب ابی طالب کا عرصہ مختلف فیہ ہے تین سال لکھتے ہوئے

یہ خیال کیا ہوگا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف زیادہ ہی بیان کریں تو بہتر ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں تھے۔ فَاِنَّکَ بِاَعْیُنِنَا ۲۷/۲ (آپ تو ہماری حفاظت میں ہیں) جب اللہ تعالیٰ حافظ و ناصر ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر کون سی تکلیف ہو سکتی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو اس عرصہ شعب ابی طالب میں اپنے صحابہ اور رفقاء کو اسلامی تعلیم دے رہے تھے۔ ریاضت اور مجاہدہ کرا رہے تھے۔ توجہ عالی سے ان کو ایسا عروج نصیب ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فاتح خیبر بن گئے اور سعد بن ابی وقاص دنیا بھر کی سب سے بڑی سلطنت ایران کے فاتح ہو گئے۔

اگر بالفرض تین سال کا عرصہ مان لیا جائے۔ تو وہ تین سال نہیں رہتا دو سال ہی رہ جاتا ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور شعب کے رہنے والے ہر سال کے چار ماہ یعنی رجب، شوال، ذیقعدہ اور ذی الحج یعنی حرمت والے چاروں ماہ کھلم کھلا بلا روک ٹوک شعب ابی طالب سے باہر آتے جاتے تھے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکل کر تبلیغ اسلام کیا کرتے تھے۔ اور آپ کے پیچھے پیچھے ابولہب پھرا کرتا تھا اور لوگوں کو روکتا تھا کہ اس کی باتیں نہ سنو۔ غرضیکہ تین سالوں میں سے ہر سال کے ۴۔ ۴ ماہ نکال دو، تو دو سال رہ گئے۔ اگر دو سال کا عرصہ ہے تو ۸ ماہ نکال دو تو ایک سال ۴ ماہ رہ گئے۔ عقل سے کام لو۔ غلط بیانی سے کام نہ لو کہ تین سال شعب میں رہے۔ توبہ کرو۔

سوشل بائیکاٹ۔ اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے بائیکاٹ کرنے والا کبھی کامیاب ہو سکتا ہے۔ یہ عقل تسلیم نہیں کر سکتی جس کے لیے بموجب لولاک لما خلقت الافلاک تمام کائنات بنائی گئی ہو کیا کوئی اس سے قطع تعلق کر کے فائز المرام ہو سکتا ہے۔ حاشا و کلا

والا پانی بند تھا یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ اللہ کریم فرماتے ہیں: وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا ۱۲ (اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو)

آپ کے خاندان کے بچے بلکتے تھے۔ تعجب ہے مؤلف تحریر کر رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے بچے بلکتے تھے گویا باقی جو شعب میں تھے ان کے بچے نہیں بلکتے تھے کیا یہ کسرِ شان اور استخفافِ شانِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد پاک ہے۔ ان کے بلکنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

۱۔ آپ مکہ معظمہ میں سب سے زیادہ دولت مند اور امیر تھیں۔ ان کا مال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر نچھاور تھا۔ اور حکیم بن حزام وغیرہ کے ذریعہ پہنچایا جاتا تھا۔

۲۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے غنی ہونے کے متعلق اللہ کریم فرماتے ہیں:

وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ ۳۰ والضحیٰ (آپ کو ضرورت مند پایا تو غنی کر دیا۔)

یہ آیت سنہ نبوت میں نازل ہوئی۔ اللہ کریم نے فرمایا ہے اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو غنی کر دیا۔ شعب ابی طالب کا واقعہ اس سے چار سال یا پانچ سال بعد ہوا ہے شعب ابی طالب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت کدہ سے حکیم بن حزام، ہشام وغیرہ کھانا وغیرہ لا کر دیتے رہتے تھے۔ کھانا پانی بند نہ تھا نہ ہو سکتا تھا۔

۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

(الف) لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّي أَظَلُّ أُطْعَمُ وَأُسْقَىٰ (ساٹھ احادیث میں رخ۔م۔د ات ۱۴ مسند امام احمد) میں تمہاری مانند نہیں ہوں میں کھلایا پلایا جاتا ہوں۔

(ب) إِنِّي أَبِيتُ عِنْدَ رَبِّي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ (الخ) اپنے رب کے ہاں

رات گزارتا ہوں۔ وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔)

۴۔ حکیم بن حزام صلہ رحمی کرتا تھا۔ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھتیجا تھا ایک روز اس نے گندم اپنے غلام کے ہاتھ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے لیے بھیجی راستہ میں ابوجہل مل گیا۔ اس نے چھین لینا چاہی اتفاقاً ابوالبختری کہیں سے آگیا وہ اگرچہ کافر تھا لیکن اس کو رحم آگیا۔ اور کہا کہ ایک شخص اپنی پھوپھی کو کچھ کھانے کے لیے بھیجتا ہے تو کیوں روکتا ہے۔ ابوجہل اکڑ گیا۔ دونوں گتھم گتھا ہو گئے۔ ابوالبختری نے اونٹ کے جبڑے کی ہڈی پکڑی اور اس سے ابوجہل کو مارا۔ ابوجہل زخمی ہو گیا۔ دونوں گتھم گتھا ہو گئے۔ ابوالبختری نے اس کو پاؤں تلے روندا۔ (سیرۃ ابن ہشام جلد ا ص ۲۲۱)

۵۔ شعب میں رہنے والوں کو پوشیدہ طور پر کھانے پینے کی اشیا پہنچتی تھیں۔ (انوار محمدیہ ص ۴۷)

۶۔ شعب والوں میں سے قافلہ آنے پر جو کوئی بازار کی طرف نکلتا تو عموماً کوئی شخص اس کو فروخت کرنے اور بازاروں میں جانے سے نہ روکتا۔ (سیرۃ دحلان جلد ا ص ۲۸۵)

۷۔ جب کوئی قافلہ آتا تو شعب سے باہر نکل کر ضروریات زندگی خرید لیتے تھے کوئی رکاوٹ نہ تھی (سیرۃ حلبی جلد ا ص ۳۴۵) ثابت ہوا کہ نہ وہ قید تھے اور نہ ہی محصور تھے۔

۸۔ ہشام بن عمرو بن الحارث عامری شعب میں خوراک کے تین جمل (یعنی بوجھ جمل اس بوجھ کو کہتے ہیں جو بیٹھ پر اٹھایا جا سکے) لے کر آیا قریش کو معلوم ہوا تو صبح اس کے پاس گئے۔ اس نے صاف جواب دے دیا۔ واپس چلے گئے۔ دوبارہ پھر ایک یا دو بوجھ لایا قریش نے اس کو برا بھلا کہا اور اس کے خلاف ہو گئے۔ ابوسفیان بن حرب نے کہا اس کو کچھ نہ کہو اس نے صلہ رحمی کی ہے لیکن میں اللہ تعالیٰ کی

قسم کھاتا ہوں کہ اگر ہم اس طرح کرتے جس طرح اس نے کیا ہے تو ہمارا کرنا بہت اچھا ہوتا۔ (زرقانی جلد ا صفحہ ۲۹)

۹۔ ایک رات ہشام مذکور اونٹ پر طعام لاد کر لایا۔ جب شعب کے دھانے پر آیا۔ تو اونٹ کی مہار چھوڑ دی۔ اور اس کے پہلو پر ضرب لگا کر شعب میں داخل کر دیا۔ اسی طرح شعب والوں کے پاس خوراک بھیجتا رہتا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ج ا صفحہ ۲۳۱)

اس سے ثابت ہوا کہ شعب والوں نے ایسا انتظام کیا ہوا تھا۔ کہ شعب میں کوئی شخص داخل نہیں ہو سکتا تھا۔

ابولہب اور قریش کی مخالفت

۱۔ ابولہب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا اس امر کی کوشش میں رہتا کہ جب کوئی قافلہ آتا تو اس سے مل کر کہتا کہ شعب والوں کو گراں قیمت پر مال دینا۔ (سیرۃ حلبی جلد ا صفحہ ۳۷۵)

اگر اس کا مال نہ بکتا تو کوشش کر کے عام لوگوں میں فروخت کرا دیتا۔

۲۔ قریش شعب والوں تک غلہ نہیں جانے دیتے تھے۔ جب کوئی قافلہ مال لے کر آتا تو مکہ شریف سے باہر خرید لیتے تھے۔

جوتیوں کے چمڑے چبا چبا کر ان دنوں گزارا کیا کرتے تھے۔

کس قدر دیدہ دلیری ہے کہ ساکنان شعب ابی طالب کی خوراک کے مسئلہ کو کیسے گھناؤنے اور نفرت انگیز طریق سے بیان کیا ہے۔

الف۔ صرف چمڑے نہیں لکھا بلکہ جوتیوں کے چمڑے۔ پاک یا ناپاک کی وضاحت بھی نہیں کی۔ پڑھنے والے کیا نتیجہ اخذ کریں گے۔

ب۔ کھاتے تھے یعنی ہمیشہ بقول مؤلف۔

سوالات: - ۱۔ تین سال، جوتیوں کی تعداد کتنی تھی۔ جو سب کے سب کھاتے رہتے تھے۔ یعنی لگاتار تین سال، ماضی استمراری ہے جو ہمیشگی چاہتی ہے۔

۲۔ شعب ابی طالب میں اتنی جوتیاں کہاں سے آئیں کیا مؤلف نے وہاں پر جوتیوں کے چمڑوں کی سٹال لگائی ہوئی تھی۔ تین سالوں میں چمڑے کی جوتیوں کی کافی رقم کمائی ہوگی۔

۳۔ کیا شعب کرایہ پر جوتیوں کے چمڑے کی سٹال کے لیے لے رکھی تھی۔

۴۔ کھاتے تھے۔ صیغہ جمع ہے کیا سب کھاتے تھے؟ کسی ایک کو بھی مستثنیٰ نہیں کیا۔ قلم نے بھی لغزش نہ کھائی۔ مؤلف نے خوف نہ کیا۔ نہ ہی خیال کیا اور نہ ہی تامل کرنے کرنے کی ضرورت سمجھی کہ شعب میں تو فخر موجودات صاحب لولاک لما احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما ہیں۔ کیا آپ بھی معاذ اللہ کھاتے تھے کیا یہ شان رسالت کی بے ادبی نہیں؟ ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔

حقیقت کی طرف آیئے۔ ملاحظہ کیجئے۔

صرف ایک بار اور محض ایک شخص نے جو شعب ابی طالب میں تھا۔

الف) صرف ایک دفعہ۔ (ب) صرف ایک رات۔ (ج) صرف ایک ساکن شعب کو (د) رات کی تاریکی میں (ہ) اونٹ کے چمڑے کا ٹکڑا ملا۔ اس کو پاک کیا اور آگ پر جلایا پھر اس کو پیس لیا۔ اور پانی میں ملا کر پی لیا۔ (روض الانف مصری جلد ۱ صـ۲۳۲) (ہ) اونٹ کے چمڑے کے جوتے یا جوتیاں نہیں بنتی ہیں۔ (و) صرف ایک بار لگاتار نہیں۔ (ز) جوتیوں کے چمڑے نہیں۔ اونٹ کے چمڑے کا صرف ایک بار صرف ایک ٹکڑا —— نتیجہ —— صرف ایک نے پیا ہے، کھایا نہیں۔ مؤلف نے لکھا ہے کھاتے تھے، سب کھاتے تھے، سب نہیں کھاتے تھے، نہ کھایا ہے، صرف ایک نے، اس نے بھی کھایا نہیں پیا ہے۔

وہ کون تھا وہ ہمیشہ نہیں کیا کرتا تھا بلکہ ایک دفعہ اس نے پیس کر پانی میں ملا کر پی لیا تھا ——— وہ تھا کون ؟ ——— وہ سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ جس نے دنیا بھر کی سب سے بڑی سلطنت ایران کو فتح کیا۔ جبکہ کسریٰ فارس اپنی سلطنت ایران کی تمام افواج، ہاتھی، سوار، پیدل اور امدادی افواج خاقانِ چین، راجگان ہندوستان کے لشکروں کو لے کر مقابلہ پر آیا تو نہایت ذلت سے شکست کھا کر ملک چھوڑ کر بھاگ نکلا

یہ سب اس ریاضت اور مجاہدہ کا کرشمہ تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کرم سے شعب ابی طالب میں رہنے والوں کو حاصل ہوا۔

گستاخوں کے سردار شاہ صاحب کہلانے والے اور اپنے آپ کو سید ظاہر کرنے والے کی تقریر سالانہ جلسہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقدہ شہر ساہیوال ماہ ہائے ماسبق میں یہ بیان کرنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شعب ابی طالب میں درختوں کے پتے کھاتے رہے اور بکریوں کی طرح مینگنیاں کرتے رہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم معاذ اللہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان میں یہ تو کھلم کھلا استخفاف اور صریحاً بے ادبی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غذا مبارک کا ذکر صہ ۳۱ پر کیا جا چکا ہے۔

تقریر کرنے والے نے یہ بھی نہیں خیال کیا کہ انسان، حیوان، بھیڑ بکری وغیرہ وغیرہ اپنی اپنی غذا کھانے کے بعد کس کس صورت میں فضلہ خارج کرتے ہیں ہر قسم کی مخلوق اپنی اندرونی مشینری جس طرح خالق ارض وسما نے بنائی ہے کے مطابق فضلات خارج کرتے ہیں۔ انسان کے شکم کے اندرونی اعضا جو خوراک بھی کھائے فضلہ پاخانے کی صورت میں نکلے گا۔ انسان کے شکم میں بے حد خشکی ہو جائے تو پھر بھی مینگنیاں نہیں نکلیں گی۔ سدہ نکلے گا

بعر ہرگز نہیں کہتے جس کے معنی مینگنی ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غذا تو شعب ابی طالب میں حسب معمول تھی ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلقین باضابطہ خوراک پہنچاتے تھے۔ علاوہ ازیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ اور اَظَلُّ عِنْدَ رَبِّیْ اللہ کریم کی جناب سے شب و روز غذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ملتی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات بول و براز مبارکہ مطہر و معطر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ مبارکہ پر تمام کائنات کے عطر قربان ؎

عنبر زمین عبیر ہوا مشک تر غبار
ادنیٰ سی یہ شناخت میرے رہنما کی ہے

امام بخاریؒ کے استاد امام عبدالرزاق ابن جریج سے روایت کرتے ہیں کہ ایک رات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لکڑی کے ایک برتن میں پیشاب کیا۔ اور اس برتن کو چارپائی کے نیچے رکھ دیا۔ صبح اس کے گرانے کا حکم دیا! دیکھا تو وہ خالی پڑا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اس برتن کو کوئی باہر گرا آیا ہے۔ برکت نام ایک کنیز جو ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ حبشہ سے آئی تھی عرض کیا کہ اسے تو میں پانی سمجھ کر پی گئی۔ آپ نے فرمایا تو نے خالص شفا اور تندرستی حاصل کر لی۔ اس کے بعد وہ تمام عمر بیمار نہ ہوئی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ آپ جائے ضرور میں جاتے ہیں پھر جو شخص وہاں جاتا ہے۔ آپ کے فضلہ کا کوئی نشان تک وہاں نہیں پاتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیا تم کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دے رکھا ہے کہ وہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے

فضلات کو نگل لے۔ (دار قطنی)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگل میں تھے کہ اس سے راستہ جارہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا برتن ہاتھ میں لے کر قضائے حاجت کے لیے کسی مناسب جگہ کو ادھر اُدھر دیکھا تو کھجور کے دو درخت نظر آئے۔ فرمایا جا ان دونوں درختوں کو کہہ دے، کہ تم ایک دوسرے کے پاس چل کر مل جاؤ، میرے کہنے سے وہ دونوں ایک دوسرے کی طرف دوڑ کر ایسے ملے کہ گویا ان کا بیخ و بن ایک ہی ہے آپ جب قضائے حاجت وغیرہ سے فارغ ہو کر انکے پیچھے سے نکلے تو میں جلدی کر کے آگے ہوا اور میں نے کہا کہ میں دیکھوں آپ کے شکم سے کیا نکلا ہے۔ میں نے دیکھا تو وہاں کچھ نہ تھا وہاں زمین صاف تھی۔ میں نے عرض کیا کہ آپ نے قضائے حاجت نہیں کی۔ آپ نے فرمایا کر چکا ہوں۔ لیکن ہم پیغمبروں کی جماعت ہیں۔ ہمارے شکم سے جو پاخانہ پیشاب نکلتا ہے زمین کو اس کے چھپا لینے کا حکم دیا گیا ہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۴)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ قضائے حاجت کے وقت جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ نہ لیتے کپڑا نہ اُٹھاتے اور یہ بھی زمین پھٹ کر آپ کا بول و براز نگل جاتی اور وہاں سے نہایت لطیف خوشبو آتی۔ (کنز العمال جلد ۶ ص ۲۰)

معاہدہ کا خاتمہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم معاہدے کو دیمک نے چاٹ لیا ہے۔ ظلم و ستم قطع رحمی کے جس قدر الفاظ تھے وہ سب کے سب دیمک نے کھا کر ختم کر دیئے ہیں۔ صرف میرے اسماء ہی معاہدے میں باقی ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت ابو طالب سے ذکر کیا انہوں نے کہا کیا اللہ کریم نے آپ کو خبر دی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہاں، ہاں، میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

حضرت ابو طالب بنی ہاشم اور بنی مطلب کے گروہ کو ساتھ لے کر بیت اللہ شریف میں پہنچ گئے۔ قریش متعجب ہوئے اور خیال کیا کہ سخت تکالیف کے باعث نکل کر آئے ہیں اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے حوالے کر دیں گے۔ معاہدے کا ذکر آیا تو کہا اس معاہدے کو لے آؤ ہو سکتا ہے کہ ہمارے تمہارے درمیان صلح ہو جائے۔ آپ نے یہ اس خطرے کی بنا پر کہا کہ معاہدے کو مجلس میں لانے سے پہلے دیکھ نہ لیں۔ وہ معاہدے کو تعجب کرتے ہوئے لے آئے۔ ان کو حضور کے حوالے کر دینے میں کوئی شک نہ رہا۔ تو انہوں نے معاہدہ کو مجلس میں رکھ دیا۔ اور ابو طالب سے کہا اب وقت آگیا ہے کہ آپ اس تکلیف سے رجوع کر آئیں جو ہم پر اور اپنے آپ پر تنگی پیدا کر لی ہے۔

حضرت ابو طالب نے کہا کہ میں تو صرف اس امر پہ آیا ہوں کہ وہ ہمارے تمہارے درمیان انصاف کر دے گا۔ کہ حقیقت حال یہ ہے کہ میرے بھتیجے نے مجھے خبر دی ہے اور اس نے کبھی جھوٹ نہیں کہا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے معاہدے پر دیمک کو مسلّط کر دیا ہے۔ اس نے وہ سب کچھ جو اس میں قطع رحمی اور ظلم تحریر ہے چاٹ لیا ہے صرف اللہ تعالیٰ کے اسما مبارکہ معاہدے میں رہنے دیئے ہیں جیسا اس نے کہا ہے درست نکلے تو مان لو اور اگر نہیں مانو گے تو اللہ کی قسم ہم اس کو تمہارے حوالے ہرگز نہیں کریں گے۔ تا آنکہ ہمارے تمام کے تمام افراد ختم ہو جائیں اور اگر غلط ہوا تو ہم اس کو تمہارے حوالے کر دیں گے۔ پھر اُسے قتل کر دو یا زندہ رہنے دو۔

انہوں نے کہا ہم اس پر رضامند ہیں۔ انہوں نے معاہدے کو کھولا تو جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا اسی طرح نکلا تو وہ کہنے لگے یہ آپ کے بھتیجے کا جادو ہے۔

قریش شرمندہ ہو گئے سر نیچے کر لیے بنی عبد مناف اور بنی قصی کے گروہوں نے اعلان

کردیا۔ کہ ہم سب لوگ اس معاہدے سے بری ہیں اور معاہدے کے پرزے پرزے کر ڈالے (زرقانی جلد ۱ ص ۲۸۹)
قریش کے اکابرین جو شروع سے ہی معاہدے کو برا سمجھتے تھے مطعم بن عدی، عدی بن قیس زمعہ بن الاسود، ابو البختری بن ہاشم، زہیر بن ابی امیہ نے اسلحہ جات پہن لیے اور شعب ابی طالب کی طرف گئے۔ اور بنی ہاشم بنی مطلب سب سے کہا کہ شعب سے نکل کر اپنے گھروں کو چلو۔ جب قریش نے یہ دیکھا، تو بے حد شرمسار اور سرنگوں ہو گئے۔
یہ ۱۰ نبوت کا ذکر ہے بشرطیکہ کچھ شعب کا زمانہ تین سال کا شمار کیا جائے۔
ابن سعد کے قول مندرجہ طبقات کے مطابق دو سال ہے تو ۹ نبوت میں ہوا ہے۔
(زرقانی جلد ۱ ص ۲۹۰)

یہ ہے شعب ابی طالب کا واقعہ، تحریر اور تقریر کرنے والوں کو چاہیے کہ آئندہ محتاط ہو کر ادائے حقوق و آداب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر خدمت دین اسلام بجالائیں۔

معاہدے کو جس طرح دیمک نے چاٹ لیا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے اس کی اطلاع دے دی۔ مشرکین نے اپنی آنکھوں کے سامنے اس کا خاتمہ بھی دیکھ لیا۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا۔ مگر بعض معتزلہ کے متبعین اس معجزہ کو اپنی سیرت کی کتابوں میں تحریر نہیں کرتے۔

تحریر و تقریر کرنے والے ان حقائق کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اور از خود ایسے الفاظ اور کلمات، خیالات ظاہر کر جاتے ہیں۔ جن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان میں کمی اور گستاخی پائی جاتی ہے۔ اور یہ وہ جرم ہے جس کی سزا قرآن مجید اور احادیث میں تمام جرائم سے سخت ترین سزا بیان کی گئی ہے۔ سلف صالحین بزرگان دین نہایت محتاط زندگی بسر کرتے تھے۔ اغیار اور بدعقیدہ مکار دنیا پرست مقررین اور مولفین عظمت شان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر انداز کرنے کے بدترین جرم میں گرفتار ہیں، اللہ کریم ایسے لوگوں کے شر سے محفوظ و محفوظ فرمائے۔ آمین

عظمت شانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم علامہ اقبال مرحوم سے دریافت کیجئے۔

۱ ؎ کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

۲ در دلِ مسلم مقامِ مصطفےٰ است
آبروئے ما زنامِ مصطفےٰ است

۳ بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی ست

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے معلوم کیجئے ؎

۱ ؎ فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

۲- وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا ہے سایہ تجھ پر
ذکر اونچا ہے تیرا بول ہے بالا تیرا
عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے؛
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

کیا خوب ؎ ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید اینجا

سرکارِ ابد قرار احمد مختار محمد مصطفیٰ حبیب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم فرض اور واجب بآیات قرآن مجید اور روایات احادیث ثابت ہے اس مسئلہ پر مستقل اور منفرد صورت میں کوئی رسالہ یا کتاب اردو میں نظر سے نہیں گذری بنابریں احقر خدمت دین کے پیش نظر مختصر سا رسالہ بنام حق الیقین فی تعظیم و تکریم، خاتم النبیین، سید المرسلین، احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ علیہ الف الف صلوٰۃ و تسلیم من اوننا ہذا الی یوم الدین۔ تالیف کرنے کی نیت کر چکا ہے۔ دعا فرمائیں۔ وما توفیقی الا باللہ العظیم

یوم رضا

مرکزی مجلس رضا ، لاہور ۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہ کی علمی ، دینی اور ملی خدمات جلیلہ کے تعارف کے لئے کتب و رسائل شائع کرنے کے ساتھ ساتھ ہر سال آپ کے یوم وصال (عرس مبارک) کے موقع پر جلسہ "یوم رضا" کا انعقاد کرتی ہے ، جس میں ملک کے نامور علماء ، فضلاء اور دانشور حضرات امام اہل سنت کے عظیم علمی کارناموں اور بے مثال دینی خدمات پر روشنی ڈالتے ہیں ۔ یہ روح پرور تقریب "جامع مسجد نوری" بالمقابل ریلوے اسٹیشن ۔ لاہور ، منعقد ہوتی ہے ۔

ازیں علاوہ "مرکزی مجلس رضا" لاہور کی طرف سے ، ملک کے گوشے گوشے میں جلسہ ہائے یوم رضا منعقد کرنے کی اپیل کی جاتی ہے ۔ اس تحریک سے ملک کے اکثر مقامات پر یوم رضا منایا جانے لگا ہے ، مگر ہم اس میں مزید وسعت کے خواہاں ہیں ۔ لہذا علماء کرام اور اہل سنت کی انجمنوں سے اپیل ہے کہ وہ یوم رضا کو وسیع پیمانے پر منانے کا اہتمام کیا کریں ۔

اراکین : مرکزی مجلس رضا ۔ لاہور

سلیم الیاس پریس رام گلی، لاہور